Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون ۴۲۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم منگل

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۲۵ پیسے

جلد ۶۷/۳۲ | ۲۳ محرم ۱۳۹۸ھ ۔ ۳ صلح ۱۳۵۷ ہش ۔ ۳ جنوری ۱۹۷۸ء | نمبر ۳

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۳ صلح ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ :۔

انفلوئنزا کی تکلیف ہے

احبابِ جماعت خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت و عافیت کے ساتھ رکھے، برکتوں سے معمور لمبی زندگی دے اور ہر طرح حضور کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پچاسیویں (۸۵) بابرکت جلسہ سالانہ کے اہم اور ضروری کوائف

اکنافِ عالم کے مختلف علاقوں اور اقوام سے تعلق رکھنے والے قریباً ڈیڑھ لاکھ مہمانوں کے قیام و طعام کے عدیم النظیر انتظامات

(۳)

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بابرکت جلسہ سالانہ کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ اِس موقع پر پاکستان اور اکنافِ عالم کے دیگر مختلف ممالک و اقوام سے تعلق رکھنے والے ان تمام مہمانوں کے قیام و طعام کا نہایت عمدہ اور تسلّی بخش طور پر انتظام کیا جاتا ہے جن کی تعداد سال بسال بڑھتی چلی جاتی ہے اور امسال جن کی تعداد اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ڈیڑھ لاکھ کے قریب تک پہنچ گئی ہے۔ بلاخوفِ تردید یہ کہا جاسکتا ہے کہ خالص دینی اور روحانی ماحول میں رضا کارانہ بنیادوں پر ایک لمبی تربیت کے نتیجہ میں جس بشاشت، آرام اور سہولت کے ساتھ ہر سال یہ عظیم کام جلسہ سالانہ کے موقع پر مرکزِ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں سرانجام پاتا ہے یقیناً اِس کی اور کوئی مثال نہیں مل سکتی۔ اِس کی بنیادی وجہ دراصل یہ جذبہ اور ذوق و شوق ہے کہ ہم نے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اخلاص و محبت کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی خدمت کرنا ہے دوسری طرف آنے والے مہمانوں میں بھی جن میں مرد، عورتیں، نوجوان، بچے اور بوڑھے سبھی شامل ہوتے ہیں یہی جذبہ کارفرما ہوتا ہے کہ ہم نے محض رضائے الٰہی کی خاطر یہ دینی اور روحانی سفر اختیار کیا ہے اِس لئے وہ بھی دورانِ سفر کی کسی تکلیف اور روک کو خاطر میں نہیں لاتے۔ نتیجہ یہ ہے کہ باہمی تعاون سے ڈسپلن اور نظام کی پابندی کا جذبہ فروغ پاتا ہے۔ رضا کارانہ خدمت کرنے والے نہ دن دیکھتے ہیں اور نہ رات اور ہر وقت بشاشت کے ساتھ اپنے فرائض کی ادائیگی میں منہمک رہتے ہیں اور اسی میں دلی خوشی محسوس کرتے ہیں اور دوسری طرف مہمانانِ کرام کو بھی اگر کسی دِقّت یا تکلیف کا سامنا کرنا پڑے تو وہ بھی بڑی خندہ پیشانی سے اسے برداشت کرتے ہیں۔

مہمانوں کی رہائش کے انتظامات

۱۹۷۷ء کے جلسہ سالانہ میں احباب غیر معمولی طور پر بڑی کثرت کے ساتھ تشریف لائے۔ ان کے علاوہ غیر از جماعت اصحاب کی بہت بڑی تعداد بھی تھی۔ ان کی رہائش کا انتظام جلسہ سالانہ کی مرکزی انتظامیہ کے لئے بہت مشکل اور اہم مسئلہ تھا بالخصوص اِس لئے کہ ربوہ کے تعلیمی اداروں کے قومیائے جانے کے بعد ان کی وسیع و عریض عمارتیں اب جلسہ کے مہمانوں کی رہائش کے لئے میسّر نہیں ہیں جبکہ مہمانوں کی تعداد میں سُرعت کے ساتھ اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ بہرحال اِس مشکل کو خیمہ جات، چھولداریوں اور نئے مہمان خانوں کی تعمیر کے ذریعہ اور کچھ مقامی احباب جماعت کے تعاون کے ذریعہ حل کیا گیا چنانچہ تمام مہمانانِ کرام کے قیام اور ان کے آرام اور سہولت کا ہر ممکن انتظام کیا گیا جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ خطبہ جمعہ میں فرمایا یہ واقعی ایک نہ سمجھ آنے والا معجزہ ہے کہ مہمانوں کی اتنی کثیر تعداد کیسے ربوہ کی بستی میں سما جاتی ہے۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یّشاء۔

مرکزی نظام

جملہ انتظاماتِ جلسہ کو بخیر و خوبی سرانجام دینے کے لئے مرکز میں جو نظام قائم ہے اس میں افسر جلسہ سالانہ کے اہم عہدہ کے فرائض امسال بھی محترم چوہدری حمید اللہ صاحب ایم۔اے ناظر ضیافت صدر انجمن احمدیہ نے سرانجام دئے۔ آپ کے نائبین محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب، محترم سیّد میر محمود احمد صاحب ناصر، محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب اور محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب ایم۔اے نے مختلف اہم انتظامی شعبوں میں آپ کا ہاتھ بٹایا جبکہ خواتین کے جلسہ سالانہ کے جملہ انتظامات حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ مدظلہا صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی زیرِ نگرانی طے پائے۔

لنگرخانے اور نظامتیں

مہمانوں کے لئے بروقت کھانا تیار کرنے کے لئے اِس دفعہ چار لنگرخانوں کی علیحدہ علیحدہ نظامتیں قائم تھیں یعنی لنگرخانہ دارالصدر، لنگرخانہ دارالرحمت، لنگرخانہ دارالعلوم اور لنگرخانہ دارالنصر۔ اوّل الذکر لنگرخانوں میں سوئی گیس سے چلنے والی بہت سی مشینیں کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں روٹیاں تیار کرتی رہیں۔ بعض خودکار مشینیں بھی نصب تھیں جن میں گوندھا ہوا آٹا ڈالنے پر از خود روٹیاں تیار ہوتی چلی جاتی ہیں اِن لنگرخانوں میں تیار شدہ روٹیاں اور کھانا جلسہ کے مبارک ایام میں دونوں وقت جلد سے جلد تیار کرنے کی کوشش کی جاتی تھی جس کی وجہ سے ہر روز جلسہ کی کارروائی شروع ہونے سے پہلے تمام مہمانوں کو ہر جگہ اور ہر گھر میں کھانا کھلا دیا جاتا تھا اور وہ بڑے اطمینان کے ساتھ جلسہ گاہ کی طرف روانہ ہو جاتے تھے۔

انتظامات کو بسہولت سرانجام دینے کے لئے متعدد نظامتیں قائم تھیں مثلاً نظامت مہمان نوازی، نظامت اجرائے پرچی خوراک، نظامت نگرانی و حاضری معاونین، نظامت سپلائی، نظامت مکانات، نظامت روشنی و آب رسانی وغیرہ۔

بیرونی ممالک کے وفود کیلئے انتظامات

اب چونکہ بیرونی ممالک کے باشندوں پر مشتمل احمدی جماعتوں کے وفود بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے بکثرت جلسہ پر آتے ہیں اور انکی تعداد میں بسرعت اضافہ ہو رہا ہے اِس لئے ان کے استقبال، رہائش اور واپسی کے انتظامات اور انہیں جلسہ گاہوں میں اور دیگر مختلف تقاریب میں بروقت لانے اور لے جانے کے لئے علیحدہ طور پر انتظامات تحریک جدید کی وکالتِ تبشیر کی زیرِ نگرانی طے پائے۔ اِن جملہ انتظامات کی نگرانی کا کام محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر اور ان کے نائب مکرم مولوی بشارت احمد صاحب بشیر نے سرانجام دیا۔ تحریکِ جدید کے متعدد کارکنان ان کے ساتھ دن رات کام کرتے رہے۔

جدید سہولتوں سے آراستہ جو گیسٹ ہاؤس تعمیر کئے گئے ہیں ان کی وجہ سے (باقی صفحہ پر)

پبلشر: مسعود احمد ۔ پرنٹر: سید عبدالحی ۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

روزنامہ الفضل ربوہ
۳ رصلح ۱۳۵۷ ہش
۳ رجنوری ۱۹۷۸ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمارے تین نہایت اہم اور بنیادی فرائض

اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو اپنے ایک عظیم الشان مامور کے ذریعہ قائم فرمایا ہے اور اسلام کو ساری دنیا میں غالب کرنے کی عظیم ذمہ داری اس کے افراد پر عائد کی ہے اور ان کا یہ فرض قرار دیا ہے کہ وہ اس راہ میں قربانیاں پیش کرنے اور مقدور بھر کوشش بروئے کار لانے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھیں۔ چونکہ یہ عظیم ذمہ داری جماعت کے اپنے وسائل اور طاقت کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے اور ظاہر ہے کہ اپنے انتہائی محدود وسائل پر حصر کرتے ہوئے اس ذمہ داری سے کماحقہٗ عہدہ برآ ہونا ممکن نہیں ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے جماعت کا یہ فرض بھی قرار دیا ہے کہ اس کے افراد اپنے انتہائی محدود وسائل اور مقدور بھر کوشش بروئے کار لانے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور تائید و نصرت الٰہی کے حصول کے لئے مسلسل دعائیں کرتے رہیں اور اگر وہ ایسا کریں گے تو وہ انہیں اپنی تائید و نصرت سے نواز کر اور اپنے غیر معمولی فضلوں کا مورد بنا کر ان کی مقدور بھر کوششوں کے خواہ وہ اصل کام کے مقابلہ میں کتنی ہی حقیر کیوں نہ ہوں عظیم الشان نتائج نکالتا چلا جائے گا اور اس طرح اسلام رفتہ رفتہ اور بتدریج دنیا میں غالب آتا چلا جائے گا۔

جماعت احمدیہ کو عالمگیر بنیادوں پر تبلیغ اسلام کا فریضہ ادا کرنے اور دنیا کی مختلف قوموں کی سعید روحوں کو اسلام کا حلقہ بگوش بنانے میں جو کامیابیاں حاصل ہوئی ہیں اور مسلسل حاصل ہو رہی ہیں اس کا بنیادی سبب اور راز یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ قدم قدم پر اسے اپنی تائید و نصرت سے نوازتا چلا آرہا ہے اور ان پر اپنے افضال و انعامات کی بارش برساتا چلا آرہا ہے۔ جیسا کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۸۵ ویں جلسہ سالانہ کی تقریر میں بھی ایک دفعہ پھر واضح فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بحیثیت جماعت اس قدر اپنے افضال و انعامات سے نوازتا چلا آرہا ہے کہ ہمارے لئے ان افضال و انعامات کو شمار کرنا ممکن نہیں ہے۔ پھر ان میں سے ایک ایک فضل اور انعام اس درجہ عظیم اور وقیع ہے کہ اگر ہم ساری عمر بھی شکر کرتے رہیں تو بھی ایک فضل یا انعام پر شکر کرنے کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے جو ذوالفضل العظیم ہے مزید فضل یہ کیا ہے کہ اس نے ہمیں صرف ہماری طاقت کے مطابق شکر کرنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ تمہاری طرف سے اس محدود شکر کو ہی میں اپنے ان گنت اور بے شمار فضلوں اور احسانوں کے لئے کافی شمار کر کے تمہیں پہلے سے بھی بڑھ کر اپنے افضال و انعامات کا مورد بناتا چلا جاؤں گا۔

اندریں صورت ہم پر تین نہایت ہی اہم اور بنیادی فرض عائد ہوتے ہیں۔

اوّل یہ کہ ہم غلبۂ اسلام کی آسمانی مہم میں اپنی طاقت اور ہمت کے مطابق مقدور بھر کوششیں بروئے کار لاتے چلے جائیں اور ان میں ہرگز ہرگز کوئی کمی نہ آنے دیں۔ **دوسرے** یہ کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حضور کمال عاجزی اور تضرع کے ساتھ مسلسل یہ دعائیں کرتے چلے جائیں کہ وہ ہماری حقیر کوششوں کو قبول فرما کر ان کے عظیم الشان نتائج ظاہر فرماتا چلا جائے اور ہمیں ہمیشہ ہی اپنی غیر معمولی اور معجزانہ تائید و نصرت سے نوازتا رہے۔ **سوم** یہ کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور احسانوں کو یاد کر کر کے اپنی طاقت اور ہمت کے مطابق اس کا شکر بجا لانے سے ایک لحظہ کے لئے غافل نہ ہوں۔ مراد یہ کہ تدبیر، دعا اور شکر کو اپنی طاقت اور ہمت کے مطابق کمال تک پہنچانا ہمارا سب سے اہم اور بنیادی فرض ہے۔ اس سہ گونہ فرض کی کماحقہٗ ادائیگی پر ہی ہمارا غلبۂ اسلام کی آسمانی مہم میں حصہ دار بننے کا شرف حاصل کرنا اور غلبۂ اسلام کے عظیم مقصد میں کامیابی سے ہمکنار ہونا موقوف ہے۔

یوں تو اللہ تعالیٰ ہمیں قدم قدم پر اپنے فضلوں اور احسانوں سے نوازتا چلا آرہا ہے اور اپنی ناطاقتی اور کمزوری کے باوجود غلبۂ اسلام کی عالمگیر مہم میں ہماری تمام تر کامیابی اللہ تعالیٰ کے ان گنت اور بے شمار فضلوں، احسانوں اور انعاموں کی مرہون ہے لیکن ایک بہت بڑا فضل، احسان اور انعام جس سے وہ ہمیں ہر سال نوازتا اور ہر سال نوازتا بھی ہے پہلے سے بڑھ کر شان اور آن بان کے ساتھ وہ ہے خدائی وعدوں کے بموجب ہمارے مقدس و بابرکت جلسہ سالانہ کا سال بہ سال پہلے سے بڑھ کر وسعت اور شان کے ساتھ منعقد ہونا اور غلبۂ اسلام کی تدریجی ترقی کو نہایت روشن اور درخشندہ آسمانی نشانوں کے ذریعہ دنیا پر آشکار کرنا۔ امسال پاکستان اور دیگر ممالک کے جلسہ میں شرکت کرنے والے احباب کی تعداد، ایمان و اخلاص کے وجد آفریں مناظر، علم و عرفان کے خزانوں کی تقسیم، معرفت کے چشموں سے سیرابی اور خدائی نشانوں کے پیہم ظہور کے لحاظ سے ہمارا جلسہ سالانہ اپنی ذات میں تائید و نصرت الٰہی کا ایک ایسا عظیم الشان نشان تھا جس نے اس میں شرکت کرنے والے ڈیڑھ لاکھ انسانوں کو مست و بیخود بنا دیا۔ امسال اس الٰہی جلسہ کے طفیل جس طرح پاکستان اور ۳۱ دوسرے ملکوں کے ڈیڑھ لاکھ احباب پر فضلوں اور رحمتوں اور برکتوں کی بارش ہوئی اور جس طرح بیخودی اور وارفتگی کا عالم ان پر طاری ہوا وہ بجائے خود صداقت کے ایک نہایت اہم بالشان نشان کی حیثیت رکھتا ہے۔ ظاہر ہے کہ بجز خدا کے اور کسی میں یہ طاقت نہیں ہے کہ وہ ۳۱ ملکوں کے احباب کو مرکزِ سلسلہ میں کھینچ کھینچ بلالائے، پھر وہی ہے جس نے انہیں اتنی مالی استطاعت بھی عطا کی ہے کہ وہ اس راہ میں زرِ کثیر صرف کریں اور آٹھ آٹھ دس دس ہزار میل سے اُڑتے ہوئے یہاں آ پہنچیں اور پھر یہاں پہنچ کر اخلاص و فدائیت اور للّٰہیت کا ایسا اعلیٰ نمونہ پیش کریں کہ آسمان پر فرشتے بھی عش عش کر اُٹھیں۔

یہ اللہ تعالیٰ کا اتنا بڑا فضل اور احسان ہے کہ اس پر ہم اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر بجا لائیں کم ہے۔ ہمارے لئے از بس ضروری ہے کہ ہم اپنی استعداد اور استطاعت کی آخری حد تک اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لا کر تدبیر اور دعا اور شکر کو اس کے کمال تک پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں یہاں تک کہ خدا تعالیٰ ہم سے راضی ہو کر آئندہ سال اس سے بھی بڑے فضل سے ہمیں نوازے اور ہمارا آئندہ جلسہ اس سے بھی زیادہ فضلوں اور رحمتوں اور برکتوں کا دروازہ کھولنے والا اور مہتم بالشان آسمانی نشان ظاہر کرنے والا ثابت ہو۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ ہمیں محض اپنے فضل سے تدبیر، دعا اور شکر کو اپنی استطاعت کے مطابق کمال تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے، آمین ؕ

اعلان نکاح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۲۹ ردسمبر ۱۹۷۷ء بروز جمعرات مسجد مبارک ربوہ میں عزیزہ ظہیرہ ثمینہ سلمہا بنت محترم مولوی منیر الدین احمد صاحب سابق مبلغ کینیا و سویڈن کا نکاح عبد اللطیف صاحب کھوکھر ابن محترم عبد الرحیم صاحب کھوکھر آف گوجرانوالہ کے ہمراہ ۲۰ ہزار روپیہ حق مہر پر پڑھا۔ عزیزہ ظہیرہ ثمینہ اور عبد اللطیف کھوکھر محترم میاں قمر الدین صاحب آف بکلوہ چھاؤنی کے پوتی پوتا ہیں۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس رشتہ کو طرفین کے لئے دینی و دنیوی لحاظ سے خیر و برکت اور یُمن و سعادت کا موجب اور مثمر بثمراتِ حسنہ بنائے۔ آمین اللّٰھم آمین ؕ

نیا سال مُبارک ہو!

وقف جدید کی طرف سے تمام بھائیوں اور بہنوں کی خدمت میں نئے سال کے آغاز پر مُبارکباد عرض ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سالِ رواں میں اور آئندہ ہر سال اشاعت اسلام اور بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود کے لئے زیادہ سے زیادہ مالی و جانی قربانیاں پیش کرنے کی سعادت بخشے۔ آمین ؕ

(ناظم مال وقف جدید ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہستی باری تعالیٰ۔ اُس کی تقابلی صفات کی روشنی میں

تقریر محترم مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ سرگودھا، برموقعہ جلسہ سالانہ ۱۹۷۷ء

جماعت احمدیہ کے ۸۵ ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر مورخہ ۲۶ دسمبر کے پہلے اجلاس میں محترم مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت ہائے صوبہ پنجاب نے مندرجہ بالا موضوع پر جو اہم تقریر فرمائی تھی۔ اس کا متن افادۂ احباب کے لئے درج کیا جاتا ہے۔

دنیا میں ہر چیز اپنی صفات سے پہچانی جاتی ہے۔ اگر اس میں یہ صفت ہو کہ وہ دیکھی جا سکتی ہے تو ہم اسے دیکھ کر پہچانتے ہیں۔ جیسا کہ ٹھوس اور مائع اشیاء کہ وہ ہماری نظر کو روک لینے کی خاصیت رکھتی ہیں اور نظر ان کا احاطہ کر کے ان کو پہچان لیتی ہے۔ انسان بھی انہی میں داخل ہے لیکن اگر کوئی چیز لطیف ہونے کی خاصیت رکھتی ہے اور ہماری نظر کو نہیں روکتی تو وہ ہمیں نظر نہیں آتی۔ جیسا کہ گیسیں ہیں جن میں سے ہوا بھی ہے وہ ہمیں نظر نہیں آتی لیکن ہم اسے دوسری صفات سے پہچان لیتے ہیں۔ وہ سانس کے ذریعہ ہمارے اندر جا کر ہماری زندگی کا باعث بنتی ہے۔ اگر کوئی جگہ ایسی ہو جہاں ہمارا دم گھٹتا ہو تو ہمیں فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ یہاں ہوا نہیں ہے یا کم ہے جیسا کہ بعض دفعہ زیادہ بلند پرواز جہازوں میں ہوتا ہے۔ پھر بعض چیزیں ایسی ہیں جو ہوا سے بھی زیادہ لطیف ہونے کی خاصیت رکھتی ہیں جیسا کہ بجلی۔ وہ ہوا سے بھی زیادہ مستور ہے لیکن اپنی ایسی صفات سے جو انسان کو نظر آ جاتی ہیں پہچانی جاتی ہے۔ جس وقت وہ ہمارے گھروں کو روشن کرتی اور ہماری مشینوں کو چلاتی ہے اور بے پناہ طاقت کا اظہار کرتی ہے تو کسی صاحب عقل کو اس کے وجود میں شبہ نہیں رہتا۔

اللہ تعالیٰ کی ہستی لطیف در لطیف ہے اور اس کی مثال کسی سے بھی نہیں دی جا سکتی۔ آنکھیں اس کو نہیں پا سکتیں لیکن وہ اپنی نہایت وجیہ عظیم الشان صفات کے اظہار سے ایسا ہی شناخت کیا جاتا ہے جیسا کہ ہم ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ یہاں تو پھر دھوکے کی گنجائش رہتی ہے لیکن اس کے متعلق اتنی بھی نہیں رہتی۔

۱۹۶۸ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر خاکسار کی "ہستی باری تعالیٰ" پر ہی تقریر ہوئی تھی لیکن اس کا موضوع تھا۔ "منکرین ہستی باری تعالیٰ کے شکوک کا ازالہ" اس میں اللہ تعالیٰ کی چار صفات کو بیان کیا تھا اور ان کے ذریعہ اس کی ہستی کے متعلق شکوک کا ازالہ کیا تھا۔ وہ صفات ہیں، رب العالمین، مجیب الدعوات۔ "تکلم اور وحی"۔ میری وہ تقریر الفضل کے علاوہ میری کتاب "تنویر القلوب" میں بھی شائع ہو گئی تھی۔

آج کی تقریر میں اللہ تعالیٰ کی ہستی کو ثابت کرنے کے لئے اس کی ایسی صفات کا بیان مقصود ہے جو تقابلی حیثیت رکھتی ہیں۔ مثلاً ایک طرف وہ غفور اور رحیم ہے تو دوسری طرف ذوانتقام اور ذو عقاب الیم ہے۔ ایک طرف خالق ہے تو دوسری طرف فنا کرنے والا۔ ایک طرف معزّ ہے تو دوسری طرف مُذلّ۔ ایک طرف محیی ہے اور دوسری طرف ممیت۔ اسی طرح اس کی اور تقابلی صفات بھی ہیں۔ ان صفات کے اظہار سے اللہ تعالیٰ کی ہستی کا مدبّر بالارادہ ہونا زیادہ واضح طور پر ثابت ہوتا ہے۔ اور کسی عقل سلیم رکھنے والے کے لئے کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں چھوڑتا۔ ان صفات سے صاف طور پر پتہ چل جاتا ہے کہ وہ واقعی ہمارے اوپر نگران بیٹھا ہے اور ہمارے کاموں کے عین مطابق ہمارے ساتھ معاملہ فرماتا ہے۔ کوئی مشین یا قانون قدرت کی چکی نہیں جو بغیر دیکھے کے پیستی چلی جائے بلکہ وہ ہر آن ہماری حرکات کو دیکھتا ہے اور اسی کے مطابق اپنی صفات کا اظہار فرماتا ہے۔ ایسا ہرگز نہیں کہ نیک و بد، مقرب و محبوب، تائب و بے باک گنہگار، مامور اور اس کے مخالفین میں کوئی فرق ہی نہ کرے بلکہ وہ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ اس کی حالت کے مطابق معاملہ کرتا اور اپنی صفات کا اظہار کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ان تقابلی صفات کی تجلیات تو ہر وقت ہوتی رہتی ہیں لیکن یہ اپنی پوری شان اور عظمت کے ساتھ مامورین الٰہی کے زمانہ میں ہوتی ہیں۔ اس وقت انسانوں میں خدا سے بہت دوری ہوتی ہے اور وہ شرک اور ہر قسم کی برائیوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے ان کے لئے کسی مامور کی ضرورت ہوتی ہے۔ مامور کے آنے پر ایک حصہ ایمان لا کر اپنے اندر اعتقادی اور عملی انقلاب پیدا کر لیتا ہے اور اکثر حصہ اسی طرح بدیوں میں مبتلا رہ کر اس کو ٹھکرا دیتا ہے اور مقابلہ پر اُتر آتا ہے۔ اس طرح دو متقابل گروہ بن جاتے ہیں۔ ایک ایمان لانے والوں کا اور دوسرا انکار کرنے والوں کا اور ان کے متعلق خدا تعالیٰ کی تقابلی صفات کا اظہار ہوتا ہے۔ ایک کے لئے تائید و نصرت اور کامیابی اور کامرانی کا اور دوسرے کے لئے محرومی و ذلت، اور ناکامی اور نامرادی کا اور یہ ظاہری سامانوں کے عین مخالف ہوتا ہے جو بہت تھوڑے اور بے سروسامان ہوتے ہیں وہ مدد اور نصرت سے کامیاب کئے جاتے ہیں۔ اور جو بہت زیادہ اور ہر قسم کے سازوسامان رکھنے والے ہوتے ہیں انہیں مدد اور نصرت سے محروم رکھ کر ناکامی کا شکار کر دیا جاتا ہے اور اس طرح روزِ روشن کی طرح ثابت ہو جاتا ہے کہ وہ رحیم و کریم اور قادر و توانا ہستی اپنی تمام جلالت کے ساتھ موجود ہے وہ اس کی مرضی پر چلنے والوں کو اونچا اٹھا لیتی ہے اور سرکشوں اور نافرمانوں کو نیچے گرا کر ذلیل و خوار کر دیتی ہے۔ دنیا اپنے تمام سامانوں کے باوجود اس کی ان صفات کی تجلی میں روک نہیں ڈال سکتی۔ یہ کسی اتفاق یا حادثہ کے طور پر نہیں ہوتا بلکہ وہ قادر خدا پہلے سے اس کی خبر دے کر ایسا کرتا ہے اور ایک ترتیب اور تدریج کے ساتھ ان واقعات یا عذابوں کو لاتا اور مطلوبہ نتیجہ پیدا کرتا ہے۔ اور یہ بات اتفاقات یا حادثات میں نہیں ہوتی بلکہ خدائی منصوبہ کو ظاہر کرنے والی ہوتی ہے اور عجیب تر یہ کہ جو اُن میں سے ایمان لے آتے ہیں وہ ان عذابوں سے بچائے جاتے ہیں۔ پس یہ حادثات یا اتفاقات کی چکی نہیں ہوتی جو اچھے اور برے میں اور مومن اور غیر مومن میں تمیز نہیں کرتی بلکہ یہ ایک رحیم و کریم خدا کا ہاتھ ہوتا ہے جو ایمان اور اعمال صالحہ کے بعد زیان اور ہلاکت سے بچا لیتا ہے اور اپنی معرفت اور محبت سے مالا مال کر دیتا ہے اور اپنی حفاظت کے قلعہ میں لے آتا ہے۔

تمام نبیوں کے وقت میں ایسا ہی ہوتا رہا ہے کہ خدا تعالیٰ کی تقابلی صفات ظاہر ہو کر دنیا کو اس کی ہستی کا یقین دلاتی رہیں لیکن یہاں سب انبیاء کے ذکر کی گنجائش نہیں صرف ہمارے سید و مولا حضرت محمد مصطفےٰ افضل الرسل و خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی اور ہمارے آقا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر مبارک کیا جاتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

آپ سرورِ کونین، فخرِ موجودات۔ خیر الاولین و الآخرین اور خاتم النبیین اور باعثِ تکوینِ کائنات ہیں۔ آپ اس مقام پر فائز ہوئے جو اور کسی کو نہ دیا گیا لیکن آپ کی ابتداء نہایت کمزوری اور بے کسی کی حالت سے ہوئی۔ آپ بے شک ایک نہایت معزز خاندان سے تھے لیکن مشرکین مکہ کے مختلف قبائل سب آپ کے خلاف متحد ہو گئے اور آپ کی اور آپ پر ایمان لانے والوں کی بیخ کنی کے درپے ہو گئے۔

آپ نے جب دعویٰ نبوت کیا تو گھر کے تین افراد حضرت خدیجہؓ، حضرت علیؓ (جو صرف دس سال کے تھے اور آپؐ کی ہی زیر پرورش تھے) اور حضرت زیدؓ بن حارثہ (جو آپ کے آزاد کردہ غلام تھے) کے علاوہ حضرت ابوبکرؓ آپؐ کے دستِ مبارک پر داخلِ اسلام ہوئے ان کے بعد معدودے چند افراد ایمان لائے لیکن ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہ تھا جو قریش میں کوئی خاص اثر یا وجاہت رکھتا تھا۔ بعض ان میں سے غلام تھے اور باقیوں میں سے اکثر غریب اور کمزور تھے جو قریش کے اچھے گھرانوں میں سے تھے وہ ابھی نوعمر تھے اور اس وجہ سے کوئی اثر نہ رکھتے تھے۔ اسی وجہ سے قریش کہتے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو صرف چھوٹے اور کمزور لوگوں نے مانا ہے۔

اس مختصر اور کمزور گروہ کے مقابل میں صنادید عرب تھے جو شدید مخالف اور معاند تھے وہ توحید کی تعلیم اور اسلام کی کامیابی میں اپنی اور اپنے بتوں کی سخت توہین اور ذلت دیکھتے تھے اس لئے انہوں نے ان غریب مسلمانوں کو انتہائی ظلم و ستم کا نشانہ بنایا۔ ایسا کہ دنیا نے اس سے پہلے کم ہی دیکھا تھا۔ انہوں نے مسلمانوں اور اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹا ڈالنے کا تہیہ کر لیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں سے بعض ایسے تھے جو مخالفت میں بالکل اندھے ہو رہے تھے۔ ایسے لوگوں میں عمرو بن ہشام یعنی ابوجہل تھا جو قریش میں نہایت ممتاز حیثیت رکھتا تھا اور جسے وہ ابوالحکم یعنی دانائی کا باپ کہتے تھے۔ ابولہب تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی چچا تھا اور عقبہ بن ابی معیط۔ امیہ بن خلف اس کا بھائی ابی بن خلف۔ النضر بن الحارث، اسود بن عبد یغوث۔ حارث بن قیس۔ اسود بن مطلب۔ ابوقیس۔ منبہ بن الحجاج۔ نبیہ بن الحجاج۔ مالک بن طلاطلہ، حکم بن ابی العاص۔ رکانہ بن یزید وغیرہ تھے (تاریخ کامل و زرقانی بحوالہ سیرت خاتم النبیینؐ مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ص ۱۴۸ جلد اول)

ان کے علاوہ بہت سے اور بھی بڑے مخالف تھے اور مسلمانوں کے خلاف شرارتیں کیا کرتے رہتے تھے، اگرچہ عداوت میں اوپر والوں سے کسی قدر کم تھے۔ ان میں عتبہ بن ربیعہ اور اس کا بھائی شیبہ بن ربیعہ۔ ولید بن مغیرہ جو حضرت خالدؓ کا والد اور قریش کا رئیس اعظم تھا اور عاص بن وائل جو حضرت عمرو بن عاص کا والد اور بڑا دولتمند اور صاحب اثر تھا وغیرہ تھے۔

ان ناموں سے نظر آتا ہے کہ قریش کے سب بڑے بڑے رئیس اور اثر و رسوخ والے آدمی غریب اور بے کس مسلمانوں کے دشمن تھے اس فرق کی وجہ سے ان کے ہاتھ کو کوئی روک نہ سکتا تھا اور وہ جی بھر کر مسلمانوں کو ایسی ایذائیں دیتے تھے کہ جن سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔

ان کی چند ایک مثالیں یہ ہیں:۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بنو امیہ میں سے ایک نسبتاً پختہ عمر اور خوشحال آدمی تھے۔ ان کے چچا حکم بن العاص نے انہیں رسیوں سے باندھ کر پیٹا۔

زبیر بن العوامؓ ایک جوان مرد انسان تھے۔ انہیں ان کا چچا چٹائی میں لپیٹ کر ان کے ناک میں دھواں دیا کرتا۔

عبداللہ بن مسعودؓ جو اس زمانہ میں عقبہ بن معیط رئیس قریش کی بکریاں چرایا کرتے تھے اور بعد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک صحبت سے ایسے عالم فاضل ہو گئے کہ فقہ حنفیہ کی بنیاد زیادہ تر انہی کے اقوال اور اجتہادات پر ہے۔ انہیں قریش نے عین صحن کعبہ میں مار مار کر بے حال کر دیا۔ (اسد الغابہ)

ابوذر غفاریؓ کو ایک مرتبہ اتنا مارا کہ وہ زمین پر گر گئے اور انہیں جان سے ہی مارنے لگے کہ عباسؓ بن عبدالمطلب نے یہ کہہ کر انہیں چھڑایا کہ ان کا قبیلہ غفار شام کے راستے میں آباد ہے اور وہ قریش کو اس راستے سے تجارت کے لئے جانے سے روک دیں گے۔

بلال بن رباحؓ امیہ بن خلف کے حبشی غلام تھے۔ امیہ انہیں آگ کی تپتی ہوئی ریت پر لٹا دیتا اور بڑے بڑے گرم پتھر ان کے سینے پر رکھ دیتا اور کہتا کہ اسلام سے انکار کر۔ حضرت بلالؓ زیادہ عربی نہ جانتے تھے وہ "احدٌ احدٌ" کہتے رہتے اور اس قدر شدید تکلیف برداشت کرتے۔ اس پر امیہ اور غصہ میں آ جاتا اور ان کے گلے میں رسہ ڈال کر انہیں شریر لڑکوں کے سپرد کر دیتا جو انہیں مکہ کی گلیوں میں گھسیٹتے پھرتے اور انہیں لہولہان کر دیتے۔ بالآخر حضرت ابوبکرؓ رضی اللہ عنہ نے انہیں ایک بھاری رقم کے عوض خرید کر آزاد کروا دیا اور اس طرح سے اُن کی ان شدید تکلیفوں سے رہائی ہوئی۔

ابوفکیہہؓ صفوان بن امیہؓ کے غلام تھے۔ ان کو بھی اسی طرح گرم زمین پر لٹا دیتے اور سینے پر بھاری پتھر رکھ دیتے جس سے ان کی زبان باہر نکل آتی۔

عامر بن فہیرہؓ بھی غلام تھے انہیں بھی سخت تکلیفیں دی جاتیں۔ انہیں بھی حضرت ابوبکرؓ نے خرید کر اپنے پاس بکریاں چرانے کے لئے رکھ لیا۔

لبینہؓ بنو عدی کی لونڈی تھیں۔ اسلام لانے سے پہلے حضرت عمرؓ انہیں بہت مارتے تھے اور چھوڑتے نہیں تھے، وہ صرف اتنا کہتیں کہ عمر اگر تم نے اسلام قبول نہ کیا تو خدا اس ظلم کو بے انتقام نہیں چھوڑے گا۔

زنیرہؓ بھی ایک لونڈی تھیں۔ ابوجہل بدبخت نے انہیں اتنا مارا کہ ان کی آنکھیں جاتی رہیں۔

حبیب نسبتاً خوشحال تھے لیکن قریش ان کو پیٹتے پیٹتے بے ہوش کر دیتے۔

خبابؓ بن الارت لوہار تھے۔ ایک دفعہ انہیں کوئلوں پر لٹا کر ایک آدمی ان کے اوپر چڑھ گیا تاکہ وہ ہل نہ سکیں۔ ان کی کمر کا چمڑا جل کر اتر گیا اور جلد سفید ہو گئی جو انہوں نے ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کو کپڑا اٹھا کر دکھائی۔

عمارؓ۔ ان کے والد یاسرؓ اور ان کی والدہ سمیہؓ کو انتہائی تکالیف دی جاتیں یاسر تو ان ایذا رسانیوں کی وجہ سے فوت ہو گئے۔ سمیہ کی ران پر ابوجہل نے نیزہ مارا جو ان کے جسم کو کاٹتا ہوا ان کی شرمگاہ تک جا نکلا اور انہوں نے وہیں تڑپتے ہوئے جان دے دی۔ اسی طرح عمارؓ کو تکلیفیں دی جاتی رہیں۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی خود بھی مختلف طریقوں سے ایذا دیئے جاتے۔ اوباش لوگوں سے حضورؐ کے خلاف بکواس کروائی جاتی۔ آپؐ کے گھر میں پتھر پھینکے جاتے اور دروازے کے سامنے کانٹے بچھا دیئے جاتے۔ گھر کے اندر بدبودار اور گندی چیزیں ڈال دیتے اور پھر ہنستے اور قہقہے لگاتے۔ آپؐ کو (نعوذ باللہ) مذمم کہہ کر پکارتے۔

ایک دفعہ آپؐ خانہ کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے تو بدبخت عقبہ بن ابی معیط نے آپؐ کے گلے مبارک میں کپڑا ڈال کر کھینچا جس سے آپ کا دم گھٹنے لگ گیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے آگے بڑھ کر چھڑایا۔

ایک دفعہ صحن کعبہ میں آپؐ کا گھیرا ڈال کر ہنگامہ بپا کر دیا اور حضرت خدیجہؓ کے پہلے خاوند کے بیٹے حارث بن ابی ہالہ بچانے کے لئے آگے بڑھے تو ان کو وہیں شہید کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے بچایا۔

ان مظالم کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم کا اڑھائی سال کے لمبے عرصہ کے لئے شعب ابی طالب میں محصور کر کے مکمل مقاطعہ بھی کیا گیا یہاں تک کہ کھانے پینے کی چیزیں بھی نہ پہنچنے دی جاتیں۔ چوری چھپے بعض لوگ کبھی یہ چیزیں پہنچاتے بعض دنوں میں صحابہؓ کو درختوں کے پتوں پر گذارا کرنا پڑا۔ بعض نے جوتی کا چمڑا بھون کر بھی کھایا۔ غرضیکہ تیرہ سالہ مکی زندگی ان مظالم سے بھری ہوئی ہے۔ اس عرصہ میں ایک دفعہ بعض صحابہؓ نے تنگ آ کر حبشہ ہجرت کی تو ان کا وہاں بھی پیچھا کیا گیا۔

پھر حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو جس طرح مکہ سے نکلنا پڑا وہ بھی ایک دردبھرا واقعہ ہے۔ مدینہ میں جانے کے بعد بھی مسلمانوں پر حملے پر حملہ کیا گیا تاکہ وہ صفحہ ہستی سے نابود ہو جائیں۔

یہ ہے مسلمانوں کی کمزوری اور مظلومیت کا ایک نہایت مختصر سا خاکہ۔ حقیقتاً ایسے ظلم و ستم کے بے شمار واقعات ہیں لیکن ان کو اس چھوٹے سے مقالہ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ ایک طرف یہ کمزور اور بے بس مسلمان تھے اور دوسری طرف عرب کی ساری طاقت۔ لیکن دیکھتے ہی دیکھتے ہوتا کیا ہے کہ خدائے عظیم کی تقابلی صفات کا ایک شاندار جلوہ ہوا۔ کمزوروں کو طاقتور کر دیا گیا اور قیصر و کسریٰ کی حکومتوں کا وارث اور دنیا کے ایک بڑے حصے کا حکمران اور عرب کے [illegible] صنادید اور روسا کی طاقت کو پاش پاش کر دیا گیا اور جو ان میں سے اسلام کے زیر سایہ آ گئے وہ تو بچ گئے لیکن باقیوں کو ہمیشہ ہمیش کے لئے مغلوب اور ذلیل و رسوا کر دیا گیا۔ خدا کی طرف سے کئی طرح کے عذاب بھیجے گئے جو ایک فریق کی ترقی کا موجب ہوتے گئے اور دوسرے فریق کو غارت کرتے گئے۔ خیال کرنے والوں نے اس وقت بھی یہی خیال کیا کہ یہ محض حادثات ہیں لیکن ان کے نتیجے نے بتا دیا کہ یہ خدائے عظیم کے منصوبے کی کڑیاں ہیں۔ سو عقل و فہم رکھنے والوں نے ان سے فائدہ اٹھا کر خدا کی پناہ کو قبول کر لیا اور دوسروں نے ہلاکت کا راستہ اختیار کیا۔

(باقی)

دعائے مغفرت

(۱) میرے خسر محترم چوہدری محمد دین علی صاحب ریٹائرڈ انسپکٹر آف ورکس ریلوے آف گوجرانوالہ ۱۳ دسمبر ۱۹۷۷ء کو تین بجے بعد دوپہر اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

مرحوم چونکہ موصی تھے اس لئے جنازہ ربوہ لایا گیا جہاں ۱۴ دسمبر کو نماز ظہر کے بعد محترم مولوی دوست محمد صاحب شاہد نے نماز جنازہ پڑھائی جس کے بعد بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔

مرحوم حضرت بابو اکبر علی صاحبؓ کے بھتیجے اور کرنل عطاء اللہ صاحب مرحوم کے چچیرے بھائی تھے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں بلند مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے آمین!

(نورالحسن نور بہشتی ۵/۱۴ ای آنجینیرز کالونی۔ کیولری گراؤنڈ۔ ڈاکخانہ والٹن۔ لاہور چھاؤنی)

(۲) میرے داماد عزیز محمد اسماعیل صاحب ولد میاں محمد ابراہیم صاحب نانوڈوگر ۱۱-۱۲ دسمبر ۱۹۷۷ء کی درمیانی رات محلہ دارالصدر ربوہ میں وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

مرحوم نے اپنے بعد بیوی کے علاوہ چار لڑکے اور دو لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ احباب کرام عزیز مرحوم کی مغفرت اور بلندی درجات، نیز پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی توفیق ملنے کی دعا فرمائیں۔

(ملک فضل احمد۔ محلہ دارالعلوم غربی ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جماعتِ احمدیہ کے جلسہ سالانہ ۱۹۷۷ء کی مختصر رُوداد

۲۶ دسمبر ۱۹۷۷ء پہلے روز کا افتتاحی اجلاس

(۲)

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

محترم سید محمود احمد صاحب ناصر پروفیسر جامعہ احمدیہ نے "سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم (غزوات النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں حضورؐ کا خُلقِ عظیم)" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔

آپ نے فرمایا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات کے میدانوں میں تلوار کی چمک نہیں خُلقِ عظیم کی چمک پیدا ہوئی۔ آپ کی صفاتِ حسنہ کی تجلّی کا ظہور ہوا۔ اور یہ بات محض دعویٰ نہیں بلکہ ٹھوس تاریخی شہادتیں اپنے ساتھ رکھتی ہے۔ بدر کا میدان گواہ ہے کہ اس نے توکّل اور متضرعانہ دعاؤں کا بے مثال مظاہرہ دیکھا۔ اُحد کا پہاڑ جاں فروشی، صبر و ثبات اور اللہ تعالیٰ کیلئے غیرت کے جذبہ کی گواہی دے رہا ہے۔ مدینہ کی خندق بے پناہ محنت، جاں فشانی، استقامت اور شرکتِ عمل کا نشان ہے۔ فتح مکہ حسنِ انتظام اور عفو و رحمتِ عام کا نظارہ دکھلا رہی ہے۔ حُنین کی وادی شجاعت و بہادری کے مافوق البشر مظاہرے پیش کرتی ہے۔ طائف کی فصیل جانی دشمنوں کے خلاف بھی بغض و کینہ سے پاک دل کی عظمت کا جلوہ دکھاتی ہے۔

آپؐ نے غزوہ احد کے واقعات کو بیان کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلقِ عظیم کی تجلّی کو بیان فرمایا۔ آپ نے بتایا کفارِ عرب تین ہزار سپاہ پر مشتمل ایک جرار لشکر لے کر مدینہ پر حملہ آور ہوئے۔ اس لشکر میں جو سامانِ حرب سے لیس تھا۔ سات سو زرہ پوش سپاہی تھے۔ دو سو گھوڑ سواروں پر مشتمل رسالہ تھا۔ سامان کے نقل و حمل اور سواروں کے لئے تین ہزار اونٹ تھے۔ عرب شاعرِ جہلا کے جوشِ حمیت کو بھڑکا رہے تھے۔ اعلیٰ خاندانوں کی عورتیں رجزیہ گیتوں کے ذریعہ لشکر کو اشتعال دلا رہی تھیں۔ اس کے مقابل پر مسلمان لشکر صرف سات سو سپاہیوں پر مشتمل تھا۔ اس کے پاس سامانِ حرب بھی برائے نام تھا۔ صرف ایک سو سپاہی زرہ پوش تھے لیکن اللہ تعالیٰ کی معجزانہ تائید و نصرت کے نتیجہ میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر معمولی حکمتِ عملی، آپ کی قوتِ قدسیہ اور اخلاق فاضلہ سے پیدا ہونے والے جذبۂ فدائیت و قربانی کی شکل میں ظہور پذیر ہوئی۔ اُحد کے پہاڑ نے چھوٹے سے اسلامی لشکر کی قریش کے لشکرِ جرار پر غیر معمولی فتح کا نظارہ دیکھا۔

آپ نے فرمایا۔ غزوۂ اُحد میں ایک موقعہ ایسا بھی آیا جب بظاہر مسلمانوں کی فتح مبدل بہ شکست ہو گئی۔ پہاڑی درہ میں متعین دستہ کو غافل پا کر کفار کے ایک جرنیل نے مسلمانوں پر اچانک حملہ کر کے اس کے سپاہیوں کی ایک بڑی تعداد کو شہید کر دیا۔ باقی حصہ لشکر کا یا تو منتشر ہو گیا یا دشمنوں کے محاصرہ میں آ گیا لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ موقعہ بھی عظیم فتوحات میں شمار ہوتا ہے اس موقع کی تفصیلات کے مطالعہ کے نتیجہ میں چار باتیں سامنے آتی ہیں:۔

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے نظیر شجاعت و جواں مردی، استقامت اور صبر و ثبات کا ایک بے نظیر نمونہ۔

۲۔ آنحضورؐ کا پورے ضبطِ نفس اور ہوش و خردمندی کے ساتھ نہایت معمولی طاقت کو ایک جرار لشکر کے مقابلہ میں نہایت مؤثر طور پر استعمال کرنا۔

۳۔ آنحضورؐ کی قوّتِ قدسیہ اور خُلقِ عظیم کی تجلّی کے نتیجہ میں صحابہ کرامؓ کی فدائیت اور مردانگی کا عظیم الشان نمونہ۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت اور حفاظت کا معجزانہ رنگ میں ظہور۔

محترم میر صاحب نے ان چاروں باتوں کی کچھ جھلکیاں واقعاتی رنگ میں پیش کیں اور اپنی تقریر کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان الفاظ پر ختم فرمایا کہ:۔

"اگر کوئی منصف اور عاقل ان تمام براہین احمدیہ اور دلائل صدقِ نبوّت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے جو اس کتاب میں لکھی جائیں گی محض ان کے حالات پر ہی غور کرے تو بلاشبہ انہیں حالات پر غور کرنے سے اُن کے نبیٔ صادق ہونے پر دل سے یقین کرے گا اور کیونکر یقین نہ کرے وہ واقعات ہی ایسے کمال سچائی اور صفائی سے معطّر ہیں کہ حق کے طالبوں کے دل بے اختیار ان کی طرف کھنچے جاتے ہیں۔ خیال کرنا چاہیئے کہ کس استقلال سے آنحضرتؐ اپنے دعویٰ نبوت پر باوجود پیدا ہو جانے ہزاروں خطرات اور کھڑے ہو جانے لاکھوں معاندوں اور مزاحموں اور ڈرانے والوں کے اول سے اخیر دم تک ثابت اور قائم رہے برسوں تک وہ مصیبتیں دیکھیں اور وہ دُکھ اُٹھانے پڑے جو کامیابی سے بکلّی مایوس کرتے تھے اور روز بروز بڑھتے جاتے تھے کہ جن پر صبر کرنے سے کسی دنیوی مقصد کا حاصل ہو جانا وہم میں بھی نہیں گزرتا تھا بلکہ نبوّت کا دعویٰ کرنے سے از دست اپنی پہلی جمعیت کو بھی کھو بیٹھے اور ایک بات کہہ کر لاکھ تفرقہ خرید لیا اور ہزاروں بلاؤں کو اپنے سر پر بلا لیا۔ وطن سے نکالے گئے قتل کے لئے تعاقب کئے گئے۔ گھر اور اسباب تباہ و برباد ہو گیا۔ بارہا زہر دی گئی اور جو خیر خواہ تھے وہ بدخواہ بن گئے اور جو دوست تھے وہ دشمنی کرنے لگے اور ایک زمانہ دراز تک وہ تلخیاں اٹھانی پڑیں کہ جن پر ثابت قدمی سے ٹھہرے رہنا کسی فریبی اور مکار کا کام نہیں اور پھر جب مدتِ مدید کے بعد غلبہ اسلام کا ہوا تو ان دولت اور اقبال کے دنوں کوئی خزانہ اکٹھا نہ کیا۔ کوئی عمارت نہ بنائی۔ کوئی بارگاہ تیار نہ ہوئی۔ کوئی سامانِ شاہانہ عیش و عشرت کا تجویز نہ کیا گیا۔ کوئی اور ذاتی نفع نہ اُٹھایا بلکہ جو کچھ آیا وہ سب یتیموں اور مسکینوں اور بیوہ عورتوں اور مقروضوں کی خبرگیری میں خرچ ہوتا رہا اور کبھی ایک وقت بھی سیر ہو کر نہ کھایا۔"

(براہین احمدیہ حصہ دوم ص ۱۱۲ تا ۱۱۷)

(باقی)

درخواست ہائے دعا

۱۔ مکرم محبوب علی صاحب مسن باڈہ ضلع لاڑکانہ بس کے ایک حادثہ میں زخمی ہو گئے ہیں۔ کافی چوٹیں آئی ہیں۔ ان کی کامل صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(مظفر حسین عباسی انسپکٹر بیت المال)

۲۔ محترمہ اہلیہ صاحبہ قاضی رشید احمد صاحب ارشد مرحوم ربوہ میں بیمار ہیں احباب سے ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے درخواست دعا ہے۔ (پیرزادہ امین الرشید ہاشمی۔ لاہور)

۳۔ خاکسار کے والد محترم چوہدری محمد الدین صاحب کی بائیں آنکھ کا اپریشن کرزن ہسپتال میں ہوا ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپریشن کو کامیاب کرے اور جلد صحت کاملہ عطا فرمائے آمین۔

(اعجاز احمد انور۔ میرپور خاص)

۴۔ خاکسار عرصہ سے بعارضہ فالج بیمار ہے۔ جس کی وجہ سے چلنے پھرنے سے معذور ہے۔ احباب جماعت صحت کاملہ کیلئے دعا فرمائیں۔

(ٹھیکیدار چراغ الدین دارالنصر شرقی۔ ربوہ)

۵۔ مکرم ملک فضل احمد صاحب سابق پہریدار حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرصہ سے مختلف امراض میں مبتلا ہیں۔ احباب سے ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(نور الدین خوشنویس دفتر الفضل ربوہ)

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی ہے اور تزکیۂ نفوس کرتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تقرر مجلس عاملہ انصار اللہ مرکزیہ برائے سال ۱۳۵۷ ہش / ۱۹۷۸ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ نے مندرجہ ذیل اصحاب کو سال ۱۳۵۷ ہش / ۱۹۷۸ء کیلئے مجلس عاملہ انصار اللہ مرکزیہ کا رکن نامزد فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے اور ان اصحاب کو بیش از بیش خدمتِ دین کی توفیق بخشے۔ آمین

ارکینِ خصوصی:۔

۱۔ مکرم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب — ۲۔ مکرم شیخ محمد احمد صاحب مظہر فیصل آباد

۳۔ " مرزا عبدالحق صاحب۔ سرگودھا — ۴۔ " مولوی عبدالمالک خان صاحب ربوہ

ارکینِ عمومی:۔

۱۔ نائب صدر — مکرم شیخ مبارک احمد صاحب
۲۔ قائد اصلاح و ارشاد — " " "
۳۔ قائد تربیت — " مولوی بشارت احمد صاحب بشیر
۴۔ قائد تعلیم — " پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب
۵۔ قائد مال — " چوہدری سمیع اللہ صاحب سیال
۶۔ قائد ایثار — " مولوی عبدالکریم صاحب شرما
۷۔ قائد تحریکِ جدید — " چوہدری شبیر احمد صاحب
۸۔ قائد وقفِ جدید — " صوفی بشارت الرحمٰن صاحب
۹۔ قائد ذہانت و صحتِ جسمانی — " صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب
۱۰۔ قائد اشاعت — " سید عبدالحی شاہ صاحب
۱۱۔ قائد تجنید — " سید احمد علی شاہ صاحب
۱۲۔ قائد قلمی دوستی و مجالسِ بیرون — " حسن محمد خان صاحب عارف
۱۳۔ آڈیٹر — " صوفی غلام محمد صاحب

سیکرٹری برائے صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ

جلسہ سالانہ کے کوائف (بقیہ صفحہ اوّل)

بیرونی ممالک سے تشریف لانے والے بھائیوں اور بہنوں کو کافی سہولت رہی۔ امسال بیرونی ممالک سے آنے والی احمدی بہنوں کی رہائش کا انتظام قصرِ خلافت سے ملحق نئے تعمیر شدہ گیسٹ ہاؤس میں کیا گیا تھا اس کے جملہ انتظامات کی نگرانی بھی حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے فرمائی جبکہ ہردوں کی رہائش اور کھانے وغیرہ کا انتظام محترم سید میر محمود احمد صاحب ناصر نے اپنے نائبین و معاونین کے تعاون سے سرانجام دیا۔ بیرونی ممالک سے تشریف لانے والے بھائیوں اور بہنوں کے ساتھ متعدد مبلغین اور تعلیم یافتہ احمدی بہنیں ترجمانی کے فرائض سرانجام دیتی رہیں جو انہیں جلسہ کی کارروائی اور تقاریر سے بھی ساتھ کے ساتھ آگاہ کرتی تھیں۔

انتظامات جلسہ سالانہ کے سلسلے میں یہ امر بھی قابلِ ذکر ہے کہ اِس دفعہ ریلوے کے محکمہ کا رویہ نسبتاً ہمدردانہ تھا گو سپیشل ٹرینوں کا انتظام تو نہ ہوا تاہم محکمہ ریلوے نے گاڑیوں کے ساتھ زائد بوگیوں کا انتظام کیا۔ جو مہمانوں کے لئے کسی قدر سہولت کا موجب بنا۔ بجلی کے محکمہ (واپڈا) نے تو ہر ممکن تعاون سے کام لیا اس کے ذمہ دار حکام خود ربوہ میں موجود رہے اور بجلی کی رو فیل ہونے کی صورت میں جلد سے جلد اس کی سپلائی بحال کرنے کی کوشش کرتے رہے جس کے لئے وہ شکریہ کے مستحق ہیں۔

الغرض انتظامات کے سلسلے میں ہزاروں کی تعداد میں مقامی اور بیرونی جماعتوں کے احباب نے نہایت اخلاص بشاشت اور محنت کے ساتھ رضاکارانہ طور پر رات دن مہمانوں کی خدمت کرنے کی توفیق پائی اللہ تعالیٰ ان سب کارکنوں اور معاونین کی اِس خدمت کو قبول کرکے انہیں احسن جزا دے اور آئندہ اس سے بھی بڑھ کر خدمت کی توفیق دے۔ آمین

الفضل میں اشتہار دیکر

اپنے کاروبار کو فروغ دیجئے۔

(مینیجر الفضل)

رضاکار معلمین کی چوتھی کلاس

جماعتیں فوری توجّہ فرمائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ فرمودہ ۲رجنوری ۱۹۷۶ء میں جماعت کی تربیت کے لئے تحریک فرمائی تھی کہ مختلف جماعتوں سے احباب رضاکارانہ وقف کریں تاکہ دیہاتی جماعتوں کو ایک مقامی بلامعاوضہ معلم مل جائے۔ ایسے واقفین کی ضروری دینی تربیت کی غرض سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق مرکزی سہ ماہی کلاسوں کا اجراء ہو چکا ہے چنانچہ اِس سلسلہ میں اب تک تین کلاسیں منعقد ہو چکی ہیں اب چوتھی کلاس انشاء اللہ ۱۰رجنوری ۱۹۷۸ء سے شروع ہو گی۔ مربیانِ کرام اور امراء اور صدر صاحبان کی خدمت میں درخواست ہے کہ براہِ مہربانی اپنے اپنے حلقہ اور جماعتوں میں خدام اور انصار کو اِس کلاس میں شامل ہونے کی تحریک فرمائیں اور اس کلاس میں شامل ہونے والے احباب اپنے وقف کی درخواستیں مع کوائف سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ارسال کریں۔

اِس تحریک کی اوّلین مخاطب ایسی جماعتیں ہیں جو تربیت کی بہت محتاج ہیں اور معلمین کا مطالبہ کر رہی ہیں اِس لئے ایسی جماعتیں جہاں معلمین کی ضرورت ہے وہ خاص طور پر اپنے ایک ایک دو دو نمائندے ضرور اِس کلاس کے لئے بھجوائیں تاکہ ان کی تربیتی ضرورت ایک حد تک پوری ہو سکے۔

اِس کلاس میں شامل ہونے والے احباب آتے وقت مقامی پریذیڈنٹ صاحب کی تصدیق ساتھ لائیں نیز موسم کے مطابق اپنا بستر بھی ہمراہ لائیں۔ قیام و طعام کا انتظام مرکز کے ذمہ ہوگا۔

(ناظم ارشاد وقفِ جدید)

فضلِ ربّانی۔ رحمتِ آسمانی

● مہنگائی، بیروزگاری، مفلسی کا مکمل خاتمہ ● اہلِ پاکستان کی زرعی، تجارتی، اقتصادی مشکلات کا حل ● زمیندار کسان طبقہ کی جملہ مشکلات کا حل ● ہمارا ملک انگلینڈ، آسٹریلیا، ہالینڈ جیسا متمول ترین جنّت نشان کیسے بن سکتا ہے ● تمام دُنیائے اسلام کی جملہ مصائب کا حل۔

◉ پہلے آئیے پہلے لیجئے ورنہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کیجئے ◉

مندرجہ بالا تمام مشکلات کا بہترین حل پیش کرنیوالی پاکستان کی بےنظیر بےمثل کتاب، ۲۰۰ صفحات مصنفہ حکیم عطاء اللہ زرّیں رقم ● ملنے کا پتہ: افضل برادرز گول بازار۔ ربوہ

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے خاکسار کو دوسرا بیٹا عطا فرمایا ہے نومولود مکرم چوہدری منظور احمد صاحب 276/R.B کا پوتا اور مکرم چوہدری علی محمد صاحب عاشق کا نواسہ ہے۔

احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت والی لمبی زندگی سے نوازے اور خادمِ دین بنائے۔ آمین

منصور احمد
ڈویژنل پبلک سکول فیصل آباد

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴